ہوکر سامنے آتی ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ سوانح نگار نے جگہ جگہ نہایت مفید اور معلومات افزا حواشی دیے ہیں۔ بلاشبہہ فاضل مصنف موضوع پر ماہرانہ دسترس رکھتے ہیں۔ واقعات کی پیش کش' اسی طرح آیاتِ قرآنی کی صحت' عربی اشعار و عبارات کے تراجم' مختلف شخصیات و مقامات اور مشکل الفاظ کی صحت اور اِعراب کے ساتھ ان کے صحیح تلفظ کا اہتمام لائقِ تحسین ہے' بلکہ دیگر مصنفین اور اشاعتی اداروں کے لیے بھی دلیلِ راہ اور سبق آموز ہے۔ ایسی ہی محنت و کاوش' تحقیق و تدقیق اور اہتمام سے ہمارے علمی سرمائے کا معیار بلند ہوسکتا ہے۔ نئی نسل کو خاص طور پر ایسی کتابیں پڑھانے کی ضرورت ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

برہانِ قاطع، مولانا عامر عثمانی۔ مرتبین: محمد صالح النصر' خادم حسین انصاری۔ ناشر: ۴۶ بلاک' ڈی یونٹ' ۸ شارع علم و ادب' لطیف آباد' حیدر آباد' سندھ۔ صفحات: ۱۴۴۔ قیمت: ۴۰ روپے۔

اقامتِ دین کے لیے جدوجہد میں مولانا مودودی کو کئی قسم کے ناقدین کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں اپنے بھی تھے اور پرائے بھی' بالکل مخالف بھی تھے اور گئے وقتوں کے دوست بھی۔ اختلاف اور پھر اس میں ہنگامِ جنگ کا سماں کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ جب جنگ کا طبل بجا دیا جائے تو پھر حملہ آوروں کے ہاں سب کچھ مباح سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہ 'سب کچھ' انصاف کے بھی منافی ہوتا ہے' اور اخلاقیات سے بھی کوسوں دُور۔

مولانا مودودی نے اپنے ناقدین کی قلمی نیش زنی کے جواب میں وقت صرف کرنے کے بجائے' اپنے اوقاتِ کار کو تعمیری سمت میں لگانے کو ترجیح دی۔ لیکن ایسی صورت میں متعدد احباب نے مولانا مودودی کے ناقدین کی تنقیدات کا جواب دیا۔ ایسے قابلِ قدر فاضلین میں' مولانا شبیر احمد عثمانی کے بھتیجے مولانا عامر عثمانی [م: ۱۹۷۴ء] کا نام سرفہرست ہے۔

زیرِ نظر کتاب بنیادی طور پر: مولانا عبدالماجد دریابادی' مولانا امین احسن اصلاحی اور کو نیازی کی بعض تنقیدوں کا جواب ہے' جو انھوں نے ۱۹۶۴ء کے (فاطمہ جناح بمقابلہ ایوب خاں صدارتی انتخاب کے زمانے میں مولانا مودودی پر کی تھیں۔ ان مضامین میں عامر عثمانی مرحوم کا اسلوب' دلیل سے مرصّع ہے۔ کرم فرماؤں کی طنزیات کا جواب انھوں نے خوب خوب دیا ہے۔ یہ